Name: Syeda Fatima Javed
Class: 2nd year
Book Name: Education
Roll No: 93

Part-B (Short Questions)

1: غزالیؒ کے نزدیک ایک اچھے استاد کی کیا خوبیاں ہونی چاہییں؟
جواب:
اچھا استاد اخلاق اور کردار میں بہترین ہو اور طلبہ سے نرمی سے پیش آئے۔
وہ طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق تعلیم دے۔
اخلاص، دیانت اور اصلاح اُس کے بنیادی مقاصد ہوں۔

2: چارٹر ایکٹ 1813 کے تین نکات تحریر کریں۔
جواب:
حکومت نے پہلی بار تعلیم کی ذمہ داری قبول کی۔
تعلیم کے لیے سالانہ ایک لاکھ روپے مقرر کیے گئے۔
مسیحی مشنریوں کو تعلیم و تبلیغ کی اجازت ملی۔

3: تعلیمی کانفرنس 1947 میں شہری تعلیم کے بارے میں کیا کہا گیا؟
جواب:
شہری تعلیم کا مقصد اچھے شہری تیار کرنا بتایا گیا۔
طلبہ میں سماجی ذمہ داری پیدا کرنے کی سفارش ہوئی۔
اخلاقی تربیت اور نظم و ضبط پر زور دیا گیا۔

4: َن پڑھ ہونے کی تین وجوہات بیان کریں۔
جواب:
غربت کی وجہ سے بچے تعلیم سے دور رہتے ہیں۔
تعلیمی سہولیات کی کمی ناخواندگی کا باعث ہے۔
والدین میں تعلیمی شعور کی کمی بھی بڑا سبب ہے۔

5: ڈیو اسٹڈی میتھڈ کیا ہے؟
جواب:
یہ طریقہ جان ڈیوی کے فلسفے پر مبنی ہے۔
اس میں سیکھنا تجربے اور مشاہدے کے ذریعے ہوتا ہے۔
یہ "سیکھ کر کرنا" کے اصول پر قائم ہے۔

6: تعلیمی اداروں میں بدنظمی کے تین اسباب بیان کریں۔

جواب:
کمزور انتظامی نظام۔
اساتذہ کی کمی اور تربیت کا فقدان۔
طلبہ میں نظم و ضبط کی کمی۔

7. دیوبند تحریک کے اسباب کیا تھے؟

جواب:
1857 کے بعد مسلمانوں کا علمی و مذہبی زوال۔
دینی تعلیم کی بقا کی ضرورت۔
مغربی اثرات کے مقابلے میں اسلامی علوم کی حفاظت۔

---

8. تعلیمی پالیسی 1998–2010 کی کوئی تین سفارشات لکھیں۔
جواب:
شرح خواندگی بڑھانے کی تجویز۔
اساتذہ کی تربیت بہتر بنانے پر زور۔
نصاب کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کی سفارش۔

---

9. جامعہ نظامیہ بغداد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب:
یہ عباسی دور کا پہلا منظم تعلیمی ادارہ تھا۔
اس میں فقہ، حدیث، تفسیر اور فلسفہ پڑھایا جاتا تھا۔
یہ علمی تحقیق کا اہم مرکز تھا۔

---

10. لارڈ میکالے کے "میمورنڈم" کے تین نکات لکھیں۔
جواب:
تعلیم کا ذریعہ انگریزی ہونا چاہیے۔
مقامی علوم کے بجائے مغربی علوم کو ترجیح دی گئی۔
ایسا طبقہ تیار کرنا مقصد تھا جو انگریزوں کے کام آئے۔

---

11. محلہ اسکول سے کیا مراد ہے؟
جواب:
وہ ابتدائی اسکول جو رہائشی علاقوں میں قائم ہو۔
تعلیم کو عام اور سستا بنانے کے لیے بنایا جاتا ہے۔
عوام کی آسان رسائی کے لیے موزوں ہوتا ہے۔

---

12. سائنٹیفک سوسائٹی کے قیام کا مقصد کیا تھا؟
جواب:
سر سید نے اسے جدید علوم کو اردو میں لانے کے لیے قائم کیا۔
سائنسی کتابوں کا ترجمہ اس کا اصل مقصد تھا۔
مسلمانوں میں سائنسی سوچ پیدا کرنا بھی اس کا مقصد تھا۔

13. ذکریا کے طلبہ کے لیے تین ہدایات لکھیں۔
جواب:
محنت اور دیانت سے علم حاصل کریں۔
اساتذہ اور بڑوں کا احترام کریں۔
سچائی اور اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

---

14. درقوی (Derozians) کیا تھے؟
جواب:
یہ ہنری ڈیر اوزیو کے پیروکار نوجوان تھے۔
انہوں نے جدید، سائنسی اور آزادانہ سوچ کو فروغ دیا۔
انہیں ینگ بنگال موومنٹ بھی کہا جاتا ہے۔

---

15. تعلیمی کمیشن 1959 نے امتحانی نظام کے بارے میں کیا تجویز پیش کی؟
جواب:
سمجھ بوجھ پر مبنی امتحانات کی سفارش کی گئی۔
عملی امتحانات شامل کرنے کی تجویز دی گئی۔
امتحانی نظام کو شفاف بنانے پر زور دیا گیا۔

---

16. درسِ نظامی کی تین خصوصیات بیان کریں۔
جواب:
فقہ، حدیث، منطق اور فلسفہ شامل ہیں۔
یہ استدلال اور برہان پر مبنی نظام ہے۔
روایتی دینی تعلیم کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

---

17. سرجنٹ رپورٹ میں ہائی اسکول کے بارے میں کیا کہا گیا؟
جواب:
ہائی اسکول میں عملی و سائنسی تعلیم شامل کرنے کی سفارش کی گئی۔
ہم نصابی سرگرمیوں پر زور دیا گیا۔
نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ہدایت دی گئی۔

---

18. برصغیر میں مسلمانوں کے Secondary Level کے نصاب میں کیا شامل تھا؟
جواب:
قرآن، حدیث، فقہ اور عربی زبان۔
فلسفہ، منطق اور ریاضی کی بنیادیں۔
ادب، تاریخ اور حکمت۔

19. تعلیمی پالیسی 1972 میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے متعلق کیا تجاویز پیش کی گئیں؟
جواب:
ٹیکنیکل اسکولوں کے قیام کی سفارش۔
جدید آلات کے ذریعے عملی مہارت سکھانے پر زور۔
صنعتی ضروریات کے مطابق تربیت دینے کی تجویز۔

---

20. گرانٹس اِن ایڈ سسٹم کی کیا شرائط تھیں؟
جواب:
ادارہ سرکاری قواعد کے مطابق چل رہا ہو۔
اساتذہ کی قابلیت معیاری ہو۔
نتائج بہتر ہوں تاکہ گرانٹ جاری رہے۔

---

21. تعلیمی معیار بہتر بنانے کے تین طریقے لکھیں۔
جواب:
بہترین اور تربیت یافتہ اساتذہ کی فراہمی۔
نصاب کو جدید خطوط پر مرتب کرنا۔
تعلیمی اداروں میں مناسب سہولیات فراہم کرنا۔

Part-B (b)

---

1. مونٹی سوری نظام (Montessori System) سے کیا مراد ہے؟
جواب:
مونٹی سوری نظام بچوں کی فطری دلچسپی اور آزادی پر مبنی ہے۔
اس میں بچہ اپنی رفتار سے سیکھتا ہے جبکہ استاد صرف رہنمائی کرتا ہے۔
مواد ایسا ہوتا ہے جو حسیات اور مشاہدے کو بڑھاتا ہے۔
یہ نظام خود اعتمادی اور عملی مہارتوں کو فروغ دیتا ہے۔
اس کا مقصد متوازن اور خود مختار شخصیت بنانا ہے۔

---

2. ووڈز ڈسپیچ (Wood’s Despatch) کیا ہے؟
جواب:
ووڈز ڈسپیچ 1854 میں پہلی باقاعدہ تعلیمی پالیسی کے طور پر پیش ہوا۔
اس میں حکومت نے تعلیم کی ذمہ داری قبول کی۔
یونیورسٹیوں اور تربیتی اداروں کے قیام کی سفارش کی گئی۔
مادری زبان اور انگریزی دونوں کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔
یہی دستاویز ہندوستان کے جدید تعلیمی نظام کی بنیاد بنی۔

سوال نمبر 1: غزالیؒ کے نزدیک ایک اچھے استاد کی کیا خوبیاں ہونی چاہییں؟
جواب:
اچھا استاد اخلاق، کردار اور دیانتدار ہو۔
طلبہ کے ساتھ نرمی اور صبر سے پیش آئے۔
طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق تعلیم دے۔
اخلاص اور اصلاح اس کے بنیادی مقصد ہوں۔

سوال نمبر 2: چارٹر ایکٹ 1813 کے تین نکات تحریر کریں۔
جواب:
حکومت نے پہلی بار تعلیم کی ذمہ داری قبول کی۔
تعلیم کے لیے سالانہ ایک لاکھ روپے مقرر کیے گئے۔
مسیحی مشنریوں کو تعلیم و تبلیغ کی اجازت دی گئی۔

سوال نمبر 3: تعلیمی کانفرنس 1947 میں شہری تعلیم کے بارے میں کیا کہا گیا؟
جواب:
شہری تعلیم کا مقصد اچھے شہری تیار کرنا بتایا گیا۔
طلبہ میں سماجی ذمہ داری پیدا کرنے کی سفارش ہوئی۔
اخلاقی تربیت اور نظم و ضبط پر زور دیا گیا۔

سوال نمبر 4: اَن پڑھ ہونے کی تین وجوہات بیان کریں۔
جواب:
غربت کی وجہ سے بچے تعلیم سے دور رہتے ہیں۔
تعلیمی سہولیات کی کمی ناخواندگی کا سبب ہے۔
والدین میں تعلیمی شعور کی کمی بھی بڑا سبب ہے۔

سوال نمبر 5: ڈیو اسٹڈی میتھڈ کیا ہے؟
جواب:
یہ طریقہ جان ڈیوی کے فلسفے پر مبنی ہے۔
سیکھنا تجربے اور مشاہدے کے ذریعے ہوتا ہے۔
یہ "سیکھ کر کرنا" کے اصول پر قائم ہے۔

سوال نمبر 6: تعلیمی اداروں میں بدنظمی کے تین اسباب بیان کریں۔
جواب:
کمزور انتظامی نظام۔
اساتذہ کی کمی اور تربیت کا فقدان۔
طلبہ میں نظم و ضبط کی کمی۔

سوال نمبر 7: دیوبند تحریک کے اسباب کیا تھے؟
جواب:
1857 کے بعد مسلمانوں کا علمی و مذہبی زوال۔
دینی تعلیم کی بقا کی ضرورت۔
مغربی اثرات کے مقابلے میں اسلامی علوم کی حفاظت۔

سوال نمبر 8: تعلیمی پالیسی 1998–2010 کی کوئی تین سفارشات لکھیں۔
جواب:
شرح خواندگی بڑھانے کی تجویز۔
اساتذہ کی تربیت بہتر بنانے پر زور۔
نصاب کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانے کی سفارش۔

سوال نمبر 9: جامعہ نظامیہ بغداد کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟
جواب:
عباسی دور کا پہلا منظم تعلیمی ادارہ۔
فقہ، حدیث، تفسیر اور فلسفہ پڑھایا جاتا تھا۔
علمی تحقیق کا اہم مرکز تھا۔

سوال نمبر 10: لارڈ میکالے کے "میمورنڈم" کے تین نکات لکھیں۔
جواب:
تعلیم کا ذریعہ انگریزی ہونا چاہیے۔
مقامی علوم کے بجائے مغربی علوم کو ترجیح دی گئی۔
ایک ایسا طبقہ تیار کرنا مقصد تھا جو انگریزوں کے کام آئے۔

سوال نمبر 11: محلہ اسکول سے کیا مراد ہے؟
جواب:
ابتدائی اسکول جو رہائشی علاقوں میں قائم ہو۔
تعلیم کو عام اور سستا بنانے کے لیے بنایا جاتا ہے۔
عوام کی آسان رسائی کے لیے موزوں ہوتا ہے۔

سوال نمبر 12: سائنٹیفک سوسائٹی کے قیام کا مقصد کیا تھا؟
جواب:
سر سید نے جدید علوم کو اردو میں لانے کے لیے قائم کیا۔
سائنسی کتابوں کا ترجمہ اس کا اصل مقصد تھا۔
مسلمانوں میں سائنسی سوچ پیدا کرنا بھی اس کا مقصد تھا۔

سوال نمبر 13: ذکریا کے طلبہ کے لیے تین ہدایات لکھیں۔
جواب:
محنت اور دیانت سے علم حاصل کریں۔
اساتذہ اور بڑوں کا احترام کریں۔
سچائی اور اخلاق کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

سوال نمبر 14: درقوی (Derozians) کیا تھے؟
جواب:
ہنری ڈیر اوزیو کے پیروکار نوجوان۔
جدید، سائنسی اور آزادانہ سوچ کو فروغ دیتے تھے۔
انہیں ینگ بنگال موومنٹ بھی کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر 15: تعلیمی کمیشن 1959 میں امتحانی نظام کے بارے میں کیا تجویز پیش کی گئی؟
جواب:
سمجھ بوجھ پر مبنی امتحانات کی سفارش کی گئی۔
عملی امتحانات شامل کرنے کی تجویز دی گئی۔
امتحانی نظام کو شفاف بنانے پر زور دیا گیا۔

سوال نمبر 16: درسِ نظامی کی تین خصوصیات بیان کریں۔
جواب:
فقہ، حدیث، منطق اور فلسفہ شامل ہیں۔
استدلال اور برہان پر مبنی نظام ہے۔
روایتی دینی تعلیم کی بنیاد سمجھا جاتا ہے۔

سوال نمبر 17: سرجنٹ رپورٹ میں ہائی اسکول کے بارے میں کیا کہا گیا؟
جواب:
عملی و سائنسی تعلیم شامل کرنے کی سفارش۔
ہم نصابی سرگرمیوں پر زور دیا گیا۔
نصاب کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی ہدایت دی گئی۔

سوال نمبر 18: برصغیر میں مسلمانوں کے Secondary Level کے نصاب میں کیا شامل تھا؟
جواب:
قرآن، حدیث، فقہ اور عربی زبان۔
فلسفہ، منطق اور ریاضی کی بنیادیں۔
ادب، تاریخ اور حکمت۔

سوال نمبر 19: تعلیمی پالیسی 1972 میں تکنیکی و پیشہ ورانہ تعلیم کے متعلق کیا تجاویز پیش کی گئیں؟
جواب:
ٹیکنیکل اسکولوں کے قیام کی سفارش۔
جدید آلات کے ذریعے عملی مہارت سکھانے پر زور۔
صنعتی ضروریات کے مطابق تربیت دینے کی تجویز۔

سوال نمبر 20: گرانٹس اِن ایڈ سسٹم کی کیا شرائط تھیں؟
جواب:
ادارہ سرکاری قواعد کے مطابق چل رہا ہو۔
اساتذہ کی قابلیت معیاری ہو۔
نتائج بہتر ہوں تاکہ گرانٹ جاری رہے۔

سوال نمبر 21: تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے تین طریقے لکھیں۔
جواب:
بہترین اور تربیت یافتہ اساتذہ کی فراہمی۔
نصاب کو جدید خطوط پر مرتب کرنا۔
تعلیمی اداروں میں مناسب سہولیات فراہم کرنا۔

PART-B (b)

سوال: مونٹی سوری نظام (Montessori System) سے کیا مراد ہے؟
جواب:
مونٹی سوری نظام بچوں کی فطری دلچسپی اور آزادی پر مبنی ہے۔
بچہ اپنی رفتار سے سیکھتا ہے، استاد صرف رہنمائی کرتا ہے۔
مواد ایسا ہوتا ہے جو حسیات اور مشاہدے کو بڑھاتا ہے۔
نظام خود اعتمادی اور عملی مہارتوں کو فروغ دیتا ہے۔
مقصد متوازن اور خود مختار شخصیت بنانا ہے۔

یا ووڈز ڈسپیچ (Wood’s Despatch) کیا ہے؟
جواب:
1854 میں پہلی باقاعدہ تعلیمی پالیسی کے طور پر پیش ہوا۔
حکومت نے تعلیم کی ذمہ داری قبول کی۔
یونیورسٹیوں اور تربیتی اداروں کے قیام کی سفارش کی گئی۔
مادری زبان اور انگریزی دونوں کو ذریعہ تعلیم قرار دیا گیا۔
ہندوستان کے جدید تعلیمی نظام کی بنیاد بنی۔

LONG QUESTIONS & ANSWERS

سوال نمبر 3: ابنِ خلدون کے نظریۂ تعلیم کی تفصیل سے وضاحت کریں۔

جواب (ایک مکمل صفحے کے برابر):
ابنِ خلدون ایک عظیم فلسفی، تاریخ دان اور سماجیات کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ تعلیم کے بارے میں ان کے خیالات نہ صرف ان کے دور کے لیے اہم تھے بلکہ آج کے دور میں بھی انتہائی جدید اور کارآمد تصور کیے جاتے ہیں۔ ابن خلدون تعلیم کو انسان کی فطری ضرورت سمجھتے تھے۔ ان کے مطابق انسان جب دنیا میں آتا ہے تو اس کے اندر سیکھنے کی جبلّت موجود ہوتی ہے، لیکن اس جبلّت کو نکھارنے کے لیے مناسب تربیت، رہنمائی اور ماحول ضروری ہیں۔ وہ تعلیم کو محض کتابوں تک محدود نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کا تعلق انسان کی شخصیت، کردار اور عملی زندگی سے جوڑتے تھے۔
ابن خلدون نے تعلیم کے مرحلہ وار ہونے پر بہت زور دیا۔ ان کا کہنا تھا کہ طالب علم کو پہلے آسان علم دیا جائے، پھر آہستہ آہستہ مشکل اور گہرے موضوعات کی طرف بڑھایا جائے۔ ان کے مطابق اگر طالب علم پر ایک دم مشکل مضامین کا بوجھ ڈال دیا جائے تو اس کا ذہن تھکاوٹ کا شکار ہو جاتا ہے، وہ سیکھنے سے گھبرا جاتا ہے اور دلچسپی کھو دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ تدریج، نرمی اور صبر کو تعلیم کا بنیادی اصول قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ استاد کے کردار کو تعلیم کا سب سے اہم ستون سمجھتے تھے۔ استاد کا رویہ نرم، باوقار اور شفیق ہونا چاہیے تاکہ طلبہ میں خود اعتمادی پیدا ہو۔ سختی اور مار پیٹ نہ صرف بچوں کی ذہنی صلاحیت کم کرتی ہے بلکہ ان میں خوف اور احساسِ کمتری پیدا کرتی ہے۔
ابن خلدون رٹّے کی سخت مخالفت کرتے تھے۔ ان کے مطابق ایسا علم جو صرف زبانی یاد کر لیا جائے اور اس کی حکمت اور مقصد سمجھ نہ آئے وہ فائدہ مند نہیں ہوتا۔ وہ مشاہدہ، تجربہ، سمجھ بوجھ اور بحث و مباحثہ کو معیاری تعلیم کی بنیاد کہتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ علم کا حقیقی فائدہ تب ہوتا ہے جب وہ انسان کی سوچ کو وسیع کرے اور عملی زندگی میں اس کی مدد کرے۔
انہوں نے علوم کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کیا: مذہبی علوم، عقلی (سائنسی/فلسفی) علوم اور معاشرتی علوم۔ ان کے مطابق ایک مکمل انسان تب بنتا ہے جب اسے یہ تینوں اقسام کی تعلیم مناسب توازن کے ساتھ دی جائے۔ انھوں نے اخلاقی تربیت کو بھی تعلیم کا لازمی حصہ قرار دیا۔ ان کے نزدیک یہ بہت ضروری ہے کہ تعلیم انسان کے اندر اچھا کردار، تحمل، ذمہ داری، دیانت داری اور سماجی شعور پیدا کرے۔
خلاصہ یہ ہے کہ ابن خلدون کا نظریۂ تعلیم ایک ہمہ جہت، متوازن اور عملی نظام ہے۔ اس میں تربیت، اخلاق، عقل، مشاہدہ، تجربہ اور سماجی ذمہ داری سب شامل ہیں۔ ان کا یہ نظریہ آج بھی جدید تعلیمی فلسفوں سے ہم آہنگ ہے اور ایک مکمل صفحے کے جواب کے طور پر بہترین تصور کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر 4: ایسٹ انڈیا کمپنی کب اور کیوں قائم ہوئی؟ اس کی تعلیمی پالیسی لکھیں۔
جواب (ایک مکمل صفحہ):
ایسٹ انڈیا کمپنی 31 دسمبر 1600ء میں ملکہ الزبتھ نے قائم کی۔ اس کا مقصد بظاہر ہندوستان اور مشرقی ممالک کے ساتھ تجارت بڑھانا تھا۔ کمپنی کو مشرقی ممالک میں تجارت کی مکمل اجازت اور کئی مراعات دی گئیں۔ ابتدا میں کمپنی کے پاس صرف تجارتی اختیار تھا، لیکن جیسے جیسے اسے طاقت ملتی گئی، اس نے ہندوستان کے سیاسی معاملات میں مداخلت شروع کر دی اور چند دہائیوں میں یہ ایک بڑی سیاسی قوت بن گئی۔ اس نے تجارت کے ساتھ ساتھ حکمرانی بھی حاصل کر لی۔ جب کمپنی نے حکومت سنبھال لی تو اسے یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ ہندوستان میں ایک ایسا طبقہ پیدا کیا جائے جو انگریز حکمرانوں کے کاموں میں مدد کر سکے۔
کمپنی کی تعلیمی پالیسی کا اصل مقصد عوام میں علم پھیلانا نہیں تھا بلکہ ایک ایسا درمیانی طبقہ تیار کرنا تھا جو انگریز حکمرانوں اور ہندوستانی عوام کے درمیان پل کا کام کرے۔ اس طبقے کا کام انتظامی امور چلانا، عدالتی کاغذات تیار کرنا، اور انگریزی نظام کو آگے بڑھانا تھا۔ اس مقصد کے تحت 1813ء کے چارٹر ایکٹ میں پہلی بار تعلیم کے لیے سالانہ رقم مختص کی گئی۔ اسی ایکٹ کے ذریعے عیسائی مشنریوں کو بھی ہندوستان میں تعلیم پھیلانے کی اجازت ملی۔
1835ء میں لارڈ میکالے نے اپنا مشہور "میکالے منٹ" پیش کیا جس نے ہندوستانی تعلیم کا رخ بدل دیا۔ میکالے کا خیال تھا کہ مقامی علوم بیکار ہیں، اور انگریزی تعلیم ہی ترقی کا واحد راستہ ہے۔ اس لیے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنانا ضروری قرار دیا گیا۔ میکالے کا مقصد ایک ایسا طبقہ پیدا کرنا تھا جو ''رنگ میں تو ہندوستانی ہو لیکن سوجھ بوجھ، خیالات اور سوچ میں انگریز ہو۔'' یہ پالیسی کمپنی کے اصل ارادے کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ ہندوستانیوں کے ذہن بدل کر انہیں اپنے قابو میں رکھنا چاہتی تھی۔
1854 میں ووڈز ڈسپیچ جاری ہوا جسے ہندوستان کا پہلا باقاعدہ تعلیمی نظام کہا جاتا ہے۔ اس میں پرائمری، مڈل اور ہائی تعلیم کے مراحل واضح کیے گئے، یونیورسٹیوں کے قیام، امتحانی نظام، اساتذہ کی تربیت، نصاب سازی اور سرکاری نگرانی کے اصول بیان کیے گئے۔ اس ڈسپیچ نے ہندوستان میں جدید تعلیمی ڈھانچے کی بنیاد رکھی۔
آخر میں یہ کہنا درست ہے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی تعلیمی پالیسی کا مقصد علمی ترقی نہیں بلکہ سیاسی مفاد، ذہنی غلامی اور انگریزی نظام کو مضبوط کرنا تھا۔ کمپنی نے جہاں تعلیم دی، وہاں اس کا اصل مقصد ہندوستانیوں کو اپنے تابع بنانا اور اپنی حکومت کو مضبوط رکھنا تھا۔

سوال نمبر 5: تعلیمی پالیسی 1992 کی سفارشات بیان کریں۔
جواب (ایک مکمل صفحہ):
تعلیمی پالیسی 1992 پاکستان کی اہم ترین تعلیمی پالیسیوں میں سے ایک ہے۔ اس کا مقصد تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا، شرح خواندگی بڑھانا، اور تعلیم کے معیار کو بہتر بنانا تھا۔ پاکستان اس وقت ترقیاتی میدان میں پیچھے تھا، اس لیے حکومت نے یہ محسوس کیا کہ تعلیم کو بہتر بنائے بغیر ترقی ممکن نہیں۔ اسی وجہ سے اس پالیسی میں بنیادی تعلیم، سائنس اور ٹیکنالوجی، تربیتِ اساتذہ، اور تحقیق پر خصوصی توجہ دی گئی۔
اس پالیسی میں سب سے پہلے پرائمری تعلیم کو عام، لازمی اور مفت بنانے کی سفارش کی گئی۔ حکومت نے اس پالیسی میں اعلان کیا کہ ہر بچہ، چاہے وہ امیر ہو یا غریب، اسے بنیادی تعلیم کا حق حاصل ہے۔ اس مقصد کے لیے پرائمری اسکولوں کی تعداد بڑھانے، عمارتیں تعمیر کرنے اور تعلیم میں سرمایہ کاری بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا۔
دوسری اہم سفارش اساتذہ کی تربیت سے متعلق تھی۔ پالیسی کے مطابق استاد تعلیم کا مرکز ہے۔ اس لیے تربیتی اداروں کو جدید بنانے، نئے کورسز متعارف کروانے، اور اساتذہ کی تنخواہیں بہتر کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔
اس میں نصاب کو بدلنے کی بھی تجویز دی گئی۔ نصاب کو اسلامی اصولوں، قومی نظریے اور جدید سائنسی ترقی کے مطابق بنانے کی ضرورت محسوس کی گئی۔ نئی کتابیں، نئے مضامین اور جدید تدریسی وسائل شامل کیے گئے۔
اس پالیسی میں سائنس اور ٹیکنالوجی پر خاص زور دیا گیا۔ کمپیوٹر تعلیم کو اسکولوں اور کالجوں میں لازمی قرار دینے کی سفارش کی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ تعلیم میں تحقیق کو فروغ دینے، یونیورسٹیوں کو خود مختار بنانے، اور تحقیق کے لیے فنڈز بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا۔
خواتین کی تعلیم اس پالیسی کا ایک نمایاں حصہ تھا۔ خواتین کے لیے الگ تعلیمی ادارے بنانے، وظائف دینے اور اعلیٰ تعلیم میں ان کے لیے راستے کھولنے کی تجاویز شامل تھیں۔
نجی شعبے (Private Sector) کو بھی تعلیم میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا تاکہ حکومت پر بوجھ کم ہو اور تعلیم تیزی سے پھیلے۔
مختصر یہ کہ 1992 کی تعلیمی پالیسی ملکی ترقی کے لیے ایک جامع منصوبہ تھا جو تعلیم کو بہتر بنانے کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا تھا۔

سوال نمبر 6: معیارِ تعلیم سے کیا مراد ہے؟ معیارِ تعلیم کو متاثر کرنے والے عوامل کی تفصیل لکھیں۔
جواب (ایک مکمل صفحہ):
معیارِ تعلیم سے مراد وہ سطح یا معیار ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک تعلیمی ادارہ کس حد تک اچھی، مؤثر اور جدید تعلیم فراہم کر رہا ہے۔ اگر طلبہ نہ صرف کتابی علم حاصل کریں بلکہ اس علم کو سمجھیں، استعمال کریں، خود اعتمادی پیدا کریں، اور عملی زندگی میں کامیاب ہوں تو اسے معیاری تعلیم کہا جاتا ہے۔ اچھا معیارِ تعلیم معاشرے کو ترقی، استحکام اور خوشحالی کی طرف لے جاتا ہے۔
معیارِ تعلیم کو متاثر کرنے والے عوامل بہت سے ہیں۔ ان میں سب سے اہم استاد کا معیار ہے۔ اگر استاد تربیت یافتہ، باکردار، محنتی اور جدید طریقہ تدریس سے واقف ہو تو وہ طلبہ کو بہتر تعلیم دے سکتا ہے۔ خراب استاد بہترین نصاب کو بھی خراب کر سکتا ہے جبکہ اچھا استاد کمزور نصاب کو بھی بہتر بنا سکتا ہے۔
نصاب بھی معیارِ تعلیم کا اہم عنصر ہے۔ ایسا نصاب جو جدید دور کی ضروریات، سائنسی ترقی اور معاشرتی اقدار کے مطابق ہو، طلبہ کو کامیاب بنا سکتا ہے۔ اگر نصاب پرانا، غیر فائدہ مند یا رٹّے پر مبنی ہو تو تعلیم اپنا مقصد پورا نہیں کرتی۔
اسی طرح تعلیمی ادارے کی سہولیات بھی معیار پر اثر ڈالتی ہیں۔ ایک ایسا اسکول جس میں لائبریری، لیبارٹری، کمپیوٹر روم، کھیل کا میدان اور صاف ستھرا ماحول ہو، وہاں تعلیم بہتر ہوتی ہے۔
امتحانی نظام کا معیار بھی بہت اہم ہے۔ اگر امتحان صرف رٹّے کے ذریعے پاس ہو جاتے ہوں تو طلبہ سیکھتے نہیں بلکہ یاد کرتے ہیں۔ لیکن اگر امتحان سمجھ، سوچ، مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت اور عملی کام پر مبنی ہو تو معیار بڑھ جاتا ہے۔
والدین کا تعاون، گھر کا ماحول، طلبہ کی دلچسپی، حکومتی پالیسیاں، بجٹ، شفافیت، نگرانی، وقت کا صحیح استعمال—all ان سب کا تعلق بھی مجموعی معیار سے ہے۔
خلاصہ یہ ہے کہ معیارِ تعلیم کسی ایک چیز کا نام نہیں، بلکہ یہ استاد، نصاب، امتحان، سہولیات اور ماحول کے مجموعی اثر سے بنتا ہے۔